شاہ ولی اللہ اور مسئلہ اجتہاد

۵

محمد مظہر بقا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجتہاد جائز تھا یا نہیں

اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اجتہاد کے لیے مامور تھے یا نہیں اور آپ کے لیے اجتہاد جائز تھا یا نہیں۔

اس ضمن میں ہمیں حسب ذیل پانچ اقوال ملتے ہیں :—

۱ ۔ اولا آپ ص انتظار وحی کے لیے مامور تھے ، لیکن اگر وحی نہ آئے اور حادثہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو ثانیاً اجتہاد کے لیے مامور تھے ۔ احناف کے نزدیک مختار یہی ہے (۱) پھر اگر آپ کو اس اجتہاد پر باقی رکھا گیا تو اس کی صحت قطعی ہوجاتی ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے ۔ احناف ایسے اجتہاد کو وحی باطن کا نام دیتے ہیں (۲) ۔

۲ ۔ انتظار وحی کے بغیر آپ مطلقاً اجتہاد کے لئے مامور تھے ۔ امام مالک ، امام شافعی ، امام احمد ، عام اصحاب حدیث اور عام اصولیین کا یہی مذہب ہے ، اور امام ابویوسف سے بھی یہی منقول ہے (۳) ۔

۳ ۔ نہ آپ اجتہاد کے لیے مامور تھے اور نہ آپ کے لیے اجتہاد جائز تھا ۔ اشاعرہ اور اکثر معتزلہ یہی کہتے ہیں (۴) نفاۃ قیاس یعنی ظاہریہ اور امامیہ کا مذہب بھی یہی ہے (۵)۔

۴ ۔ دینی اور حربی امور میں آپ کے لیے اجتہاد جائز تھا ،شرعی احکام میں جائز نہ تھا (۶) ۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.
http://iri.iiu.edu.pk/

٥ - صرف حربی امور میں اجتہاد جائز تھا - (٧)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اشاعرہ ، معتزلہ اور نفاۃ قیاس کے سوا جمہور مشروط یا غیر مشروط طور پر رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم کے لیے جواز اجتہاد کے قائل ہیں -

اس مسئلہ میں شاہ صاحب کی رائے

شاہ صاحب اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں - وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر جو ذخیرہ کتب حدیث میں مدون ہے اس کی دو قسمیں ہیں :—

١ - وہ امور جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہیں-

٢ - جن امور کا تعلق تبلیغ رسالت سے ہے - شاہ صاحب نے ان کی تین قسمیں کی ہیں -

(١) علوم معاد اور عجائب ملکوت - یہ تمام تر وحی پر مبنی ہیں - گویا ان میں اجتہاد نبوی کو کوئی دخل نہیں -

(٢) شرائع ، عبادات اور ارتفاقات کا ضبط ، فضائل اعمال اور مناقب عمال - ان میں سے بعض وحی پر مبنی ہیں اور بعض اجتہاد پر-

٣ - حکم مرسلہ اور مصالح مطلقہ ، مثلاً اچھے اور برے اخلاق کا بیان - یہ بیشتر اجتہاد پر مبنی ہیں-

اور جو امور تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں ، ان میں سے بعض تجربہ پر مبنی ہیں- مثلاً طب یا علیکم بالادھم الاقرح ، بعض عادت پر مبنی ہیں مثلاً حدیث ام زرع اور حدیث خرافہ اور بعض مصلحت جزئیہ پر مثلاً تعبیہ جیوش اور تعین شعار- (٨)

بلا انتظار وحی مطلقاً اجتہاد کے قائل ہیں ۔ اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ احناف و شوافع کے اختلاف کی صورت میں وہ عام طور پر شوافع کا ساتھ دیتے ہیں ۔ اور اس مسئلہ میں تو عام اصحاب حدیث بھی شوافع کے ساتھ ہیں ۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ شاہ صاحب کا مسلک بھی اس مسئلہ میں وہی ہونا چاہئے جو شوافع اور عام اصحاب حدیث کا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے اجتہاد کی نوعیت

واضح رہے کہ اجتہاد اور قیاس میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے ، یعنی ہر قیاس اجتہاد ہوتا ہے لیکن ہر اجتہاد قیاس نہیں ہوتا ۔ قیاس اجتہاد کی صرف ایک شکل ہے ۔ اسی طرح جس طرح نصوص کی مرادات کی دریافت ، اور تعارض نصوص کی صورت میں ان کا حل وغیرہ بھی ، اجتہاد کی مختلف اشکال ہیں ۔

عام مجتہدین کے اجتہاد میں یہ تمام صورتیں داخل ہوتی ہیں ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا اجتہاد صرف اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جسے قیاس کہا جاتا ہے ، یعنی الحاق المسکوت بالمنطوق ۔ (۱۱)

شاہ صاحب بھی رسول‌اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو عام مجتہدین کے اجتہاد سے ممتاز قرار دیتے ہیں ۔ اس مسئلہ میں ان کی جو رائے ہے اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے :—

” ولیس یجب ان یکون اجتہادہ استنباطاً من المنصوص کما یظن ، بل اکثرہ ان یکون علمہ اللہ تعالی مقاصد الشرع و قانون التشریع و التیسیر والاحکام ،فبین المقاصد المتلقاۃ بالوحی بذالک القانون “ ۔ (۱۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد دو طرح پر ہوتا تھا :—

اس کا حاصل یہ ہوا کہ دنیاوی امور اور وہ امور جو جنگی تدابیر سے متعلق ہیں ان میں سے کوئی چیز وحی پر مبنی نہیں -

دینی امور میں سے معادیات اور ملکوت کو چھوڑ کر باقی تمام چیزیں یا تو بیشتر اجتہاد پر مبنی ہیں یا بعض وحی پر اور بعض اجتہاد پر -

اسی طرح ایک موقع پر نسخ کی اقسام بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ بعض مرتبہ رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم ارتفاقات اور عبادات کو اپنے اجتہاد سے کسی طرح منضبط فرما دیتے تھے پھر وہ دو میں سے کسی ایک طریقہ سے منسوخ ہوجاتا تھا - یا تو اس کے خلاف وحی نازل ہوجاتی تھی مثلاً آپ ص نے بیت المقدس کی طرف استقبال کا حکم دیا اور بعد میں یہ حکم وحی کے ذریعہ منسوخ ہوگیا - یا بعد میں خود آپ کا اجتہاد بدل جایا کرتا تھا ، مثلاً پہلے آپ ص نے سقاء کے سوا ہر برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ، بعد میں ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی - (۹)

شاہ صاحب کے ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام امور میں رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم کے لیے جواز بلکہ وقوع اجتہاد کے قائل ہیں ، خواہ دینی ہوں یا دنیوی یا حربی -

اس کے ساتھ ہی شاہ صاحب اس کے بھی قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد (غیر متبدل) بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے - چنانچہ فرماتے ہیں -

” و اجتہادہ صلی‌اللہ علیہ و سلم بمنزلۃ الوحی لان اللہ تعالی عصمہ من ان یتقرر رایہ علی الخطاء “ - (۱۰)

البتہ یہ بات ہنوز غور طلب ہے کہ شاہ صاحب جمہور میں سے احناف کے ہم خیال ہیں یا دوسرے علماء کے - شاہ صاحب نے اگرچہ کہیں اس کی تصریح نہیں کی - لیکن ان کے مذکورہ بیانات سے یہی تاثر ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت ص کے لیے

١ - منصوص سے استنباط - یہ وهی هے جسے اصطلاحی قیاس کہا جاتا هے، یعنی الحاق المسکوت بالمنطوق -

٢ - شریعت کے عام مقاصد اور تشریع و تیسیر و احکام کے جو عام قوانین آپ ص کو وحی کے ذریعہ معلوم هوتے تھے ، ان کی روشنی میں اجتہاد -

گویا ایک صورت تو یہ هے کہ کوئی حکم منصوص طور پر موجود هے اور پھر غیر منصوص کو اس منصوص حکم پر قیاس کر کے اس کا حکم مستنبط کر لیا جائے - دوسری صورت یہ هے کہ کوئی خاص منصوص حکم نہیں جس پر غیر منصوص کو قیاس کیا جائے ، بلکہ شریعت کے عام مقاصد اور تشریع کے عام قوانین سامنے هیں اور ان کی روشنی میں کوئی حکم مشروع فرما دیا جائے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے اجتہاد کی یہ دونوں صورتیں هوا کرتی تھیں -

لیکن اس بات کو شاہ صاحب نے بالکل واضح کر دیا هے کہ اجتہاد کی یہ دوسری صورت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ مخصوص هے - دوسرے مجتہدین کے اجتہاد کی صورت صرف پہلی صورت هوتی هے - چنانچہ فرماتے هیں :—

" اذا اوحی الیه بحکم من احکام الشرع واطلع علی حکمته و سببه کان له ان یا خذ تلک المصلحة و ینصب لہا علة و یدیر علیہا الحکم و هذا قیاس النبی صلی اللہ علیه و سلم و انما قیاس امته ان یعرفوا علة الحکم المنصوص علیه فیدیروا الحکم حیث دارت - (١٣)

کیا کسی زمانہ کا مجتہد سے خالی هونا جائز هے ؟

احناف کے نزدیک زمانہ کا هر قسم کے مجتہد سے خالی هونا جائز هے (١٤) حنابلہ کے نزدیک کسی نہ کسی مجتہد کا وجود هر زمانہ میں فرض کفایہ هے (١٥) یہ مجتہد کسی درجہ کا بھی هوسکتا هے حتی کہ مجتہد مستقل بھی (١٦) مالکیہ کے نزدیک هر زمانہ میں مجتہد فی المذهب کا وجود ضروری هے (١٧) لیکن ابن حاجب اس مسئلہ میں احناف کے هم خیال هیں (١٨) شوافع میں سے بعض لوگ

احناف کے ساتھ ھیں مثلاً آمدی(۱۹) رازی اور رافعی (۲۰) بعض شوافع حنابلہ کے ساتھ ھیں مثلاً استاد ابو اسحق اور زبیدی (۲۱) اور بعض حضرات یہ کہتے ھیں کہ ھر زمانہ میں مجتہد مطلق منتسب کا وجود ضروری ھے -

شاہ صاحب اس مسئلہ میں ان شوافع کے ساتھ ھیں جو ھر زمانہ میں مجتہد مطلق منتسب کا وجود ضروری مانتے ھیں -

شاہ صاحب نے علامہ سیوطی کے حوالہ سے ابن صلاح ، نووی اور رافعی کے جو خیالات نقل کیے ھیں ان کا خلاصہ یہ ھے :-

۱ - چونکہ اجتہاد فرض کفایہ ھے اس لئے ھر زمانہ میں مجتہد کا ھونا ضروری ھے -

۲ - مجتہد مستقل کا وجود ھر زمانہ میں ضروری نہیں بلکہ تیسری صدی ھجری کے بعد سے کوئی مجتہد مستقل پیدا نہیں ھوا -

۳ - البتہ ھر زمانہ میں مجتہد مطلق منتسب کا وجود ضروری ھے ، کیونکہ یہ فرض کفایہ مجتہد مقید سے پورا نہیں ھوتا -

۴ - اگر کسی زمانہ کے تمام لوگ اجتہاد کو ترک کر دیں تو سب گناہ گار ھوں گے (۲۲) اور بعینہ یہی خیالات شاہ صاحب کے ھیں - چنانچہ لکھتے ھیں - ”اجتہاد درھر عصر فرض بالکفایہ است ، ومراد از اجتہاد اینجا نہ اجتہاد مستقل است مثل اجتہاد شافعی کہ در معرفت تعدیل و جرح رجال و معرفت لغت ، ومثل آن محتاج بشخصے دیگر نبود ، و ھمچنیں در روایت مجتہدانہ مسبوق باجتہاد کسے نہ ، بل معرفت احکام شرعیہ از ادلہ تفصیلیہ و تفریع و ترتیب مجتہدانہ ، اگرچہ بارشاد صاحب مذھبے بودہ باشد“ -(۲۳)

واضح رھے کہ ” معرفت احکام شرعیہ .... تا .... بودہ باشد “ یہ کام نہ مجتہد مستقل کا ھے اور نہ مجتہد منتسب مقید کا - بلکہ یہ مجتہد مطلق منتسب کا کام ھے ، جیسا کہ پہلے معلوم ھو چکا ھے -

گویا شاہ صاحب بھی ہر زمانہ میں صرف مجتہد منتسب کا وجود فرض کفایہ مانتے ہیں۔ اور فرض کفایہ مان لینے کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اگر کسی زمانہ کے تمام لوگ اجتہاد کو ترک کر دیں تو سب گناہ گار ہوں گے کیونکہ فرض کفایہ کا حکم یہی ہے۔

شاہ صاحب کے نزدیک ہردور میں اجتہاد کے فرض کفایہ ہونے کے وجوہ

شاہ صاحب کے نزدیک ہر دور میں اجتہاد کے فرض کفایہ ہونے کے دو وجوہ ہیں :—

۱ ۔ مسائل کثیرۃ الوقوع اور غیر محصور ہیں ، ان میں احکام الہی کی معرفت واجب ہے ، اور جو مدون ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے وہ نا کافی ہے۔

۲ ۔ اس مدون ذخیرہ میں بھی بڑے اختلافات ہیں ، اور دلائل کی طرف رجوع کے بغیر انھیں حل نہیں کیا جاسکتا (۲۴) ظاہر ہے کہ نئے پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل دریافت کرنا اور اختلافات کی صورت میں ادلہ کی طرف رجوع کر کے ان کا حل دریافت کرنا ، یہ کام مجتہد ہی کر سکتا ہے۔

حواشی

(۱) تحریر و تیسیر ج ۴ ص ۱۸۳

(۲) ایضاً ص ۱۸۴ ۔ ابن امیر الحاج لکھتے ہیں کہ اگرچہ بعض لوگوں نے مدت انتظار تین روز بیان کی ہے ، وہ حوادث کے مطابق بدلتی رہتی ہے ۔ (التقریر ج ۳ ص ۲۹۴) ۔

(۳) ایضاً ص ۱۸۵

(۴) مسلم مع فواتح ج ۲ ص ۳۶۶

(۵) ارشاد ص ۲۰۰

علامہ شوکانی نے سلیم رازی اور ابن حزم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ دنیاوی مصالح اور جنگی تدابیر میں انبیاء علیہم السلام کے لیے اجتہاد جائز ہے ۔ (ارشاد ص ۲۰۰)

(٦) تیسیر ج ص ١٨٥ -

(٧) ایضاً -

علامہ شوکانی لکھتے ہیں کے کہ صیرفی کے خیال کے مطابق امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جاسکتی - اور ابو بکر باقلانی اور غزالی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے (ارشاد ص ٢٥٦)

(٨) حجۃ ج ١ ص ١٢٨ - ١٢٩

(٩) حجۃ ج ١ ص ١٢٣

(١٠) ایضاً ص ١٢٨

(١١) فواتح ج ٢ ص ٣٦٦ - تحریر و تیسیر ج ٤ ص ١٨٣

(١٢) حجۃ ج ١ ص ١٢٨

(١٣) حجۃ ج ١ ص ١٠٨

(١٤) تحریر ص ٥٤٩ - بحر العلوم لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مجتہد مطلق تو ائمہ اربعہ کے ساتھ ختم ہو گیا' اور بعد کے لوگوں پر ان میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے' اور علامہ نسفی کے بعد' زمانہ کا مجتہد سے خالی ہونا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے - بحر العلوم نے اس پر سخت نکیر کی ہے اور اسے ہوس اور ضلال قرار دیا ہے (فواتح ج ٢ ص ٣٩٩)

(١٥) شرح عضد ج ٢ ص ٣٠٨

(١٦) ابو زہرہ - اصول فقہ ٣٧٧

(١٧) ایضا ص ٣٨٠

(١٨) تیسیر ج ٤ ص ٢٤٠

علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ جو مجتہدین نصوص سے تنقیح یا تخریج مناط کر سکیں ان سے زمانہ خالی ہوسکتا ہے - اور چونکہ یہ کام مجتہد مطلق کا ہوتا ہے خواہ وہ مستقل ہو یا منتسب' اس لیے گویا شاطبی کے نزدیک ہوسکتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا ہو جس میں نہ مجتہد مستقل ہو نہ منتسب (موافقات ج ٤ ص ٤٧ - ٤٨)

(١٩) الاحکام ج ٣ ص ١٧٢

(٢٠) ارشاد ص ٢٥٣

(٢١) ارشاد ص ٢٥٣

(٢٢) الانصاف ص ٦٥

(٢٣) مقدمہ مصفے ج ١ ص ١١

(٢٤) مقدمہ مصفے ج ١ ص ١١